جس شخص میں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلال کا احساس اور اس سے محبت پائی جائے وہ کبھی ناکام نہیں ہوسکتا

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۸؍ مارچ ۱۹۷۴ء بمقام مسجد دارالذکر لاہور)

تشہّد وتعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

ایک لمبے عرصہ کے بعد میں یہاں آیا ہوں اور اب میری نظر میں یہ مسجد بہت چھوٹی لگتی ہے۔ شاید اسے اور بڑھانے کی ضرورت پڑ جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جماعت کی تعداد میں بھی اور جماعت کے اموال میں بھی اور جماعت کی کوششوں میں بھی پہلے سے کہیں زیادہ برکتیں ڈال رہا ہے۔ **الحمد للّٰہ علیٰ ذالک۔**

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں ہے۔ آپ کے اس فقرہ پر جب ہم غور کرتے ہیں تو طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ فطرت اور وہ سرشت جس میں ناکامی کا خمیر نہ ہو، وہ اسلامی تعلیم کے مطابق کن صلاحیتوں کی مالک ہونی چاہیئے یعنی جب حضرت مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ فرماتے ہیں کہ میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں ہے تو جماعت کو یہ سوچنا پڑتا ہے کہ وہ کون سی صلاحیتیں ہیں جو ہمیں اپنانی چاہئیں جس کے بعد ناکامی کا کوئی امکان ہی باقی نہ رہے۔ جب ہم اس بارے میں غور کرتے ہیں تو ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ صرف اسی فطرت اور سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں ہوتا جس میں اللہ تعالیٰ کی عظمت کی معرفت اور اس کے جلال کا عرفان بدرجہ کمال موجود ہوتا ہے۔ وہ ایک ایسی فطرت ہوتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ سے ایک ایسی محبت پائی جاتی ہے

جس کے سامنے دُنیا کی ساری محبتیں ہیچ ہیں۔ پس جس شخص کی فطرت میں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کے جلال کا احساس اور اس کی ذاتی محبت پائی جاتی ہے وہ کبھی ناکام نہیں ہوا کرتی اور اللہ تعالیٰ کی یہی عظمت اور یہی جلال ہے جس کی معرفت مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس جماعت کا ایک خاصہ ہے اور جو اُمت محمدیہ ہی کا ایک حصہ ہے اور اس آخری زمانہ میں پیدا ہو کر اور مہدی معہود کے گرد جمع ہو کر ساری دُنیا میں اسلام کو غالب کرنے پر مامور ہے۔

پس اگر کسی فطرت یا کسی جماعت کی زندگی میں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کے جلال کا احساس پیدا ہو جائے تو اس کا ایک واضح نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اس میں خدا کے سوا کسی اور کا خوف نہیں رہتا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اسی لئے فرمایا ہے کہ مجھ سے ڈرو۔ میرے سوا کسی اور سے مت ڈرو۔ پس ایک ایسا فرد، ایسی فطرت اور ایسی جماعت جس کی یہ سرشت ہو جس کی یہ طبیعت ہو اور جس کی یہ فطرت ہو وہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کسی اور کا خوف اپنے دل میں پا ہی نہیں سکتی کیونکہ اس کا سارا وجود خدا تعالیٰ کی عظمت اور اس کے جلال کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کی ذات میں گم ہو جاتے ہیں۔ اُن کی نگاہ میں دُنیا کی ہر چیز ہیچ ہوتی ہے وہ ہر چیز کو لاشئ محض سمجھتے ہیں۔ ظاہر ہے جس دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت ہوگی اگر اس کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کی منشاء کے خلاف اور اس کے منصوبے کو ناکام بنانے کے لئے دُنیا کی ساری طاقتیں (دینی بھی اور مادی بھی) اکٹھی ہو جائیں اور وہ شخص اکیلا ہو تب بھی وہ یہ کہے گا اَلْجَمْعُ تو ہے مگر سَيُهْزَمُ ۔ چنانچہ اس وقت دُنیا یہ نظارہ دیکھ رہی ہے کہ ساری دُنیا خدا تعالیٰ کے منصوبہ کے خلاف کھڑی ہوگئی ہے یہ بھی ایک حقیقت ہے لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ یہی دُنیا یہ نظارہ بھی دیکھے گی کہ ساری طاقتیں جمع ہو کر ساری دولتیں اکٹھی ہو کر اور باہم منصوبے بنا کر بھی خدا تعالیٰ کی منشاء کے خلاف کامیاب نہیں ہوں گی۔ دُنیا یہ بھی دیکھے گی کہ جس دل میں اللہ تعالیٰ کی خالص ذاتی محبت پائی جاتی ہے اور وہ شخص یا وہ جماعت جو صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہر خیر کا منبع سمجھتی ہے اور کسی بھلائی کے لئے اللہ کے سوا کسی اور طرف توجہ نہیں کرتی (کسی اور میں اس کا اپنا نفس بھی شامل ہوتا ہے) وہ کبھی ناکام نہیں ہوتی۔

غرض خدا تعالیٰ کی عظمت اور اس کے جلال کا دل میں پیدا ہو جانا اور اس سے پیار کا اتنا

بڑھ جانا کہ خود اپنے نفس کو بھی کوئی چیز نہ سمجھنا اور دُنیا کی طاقتوں کو خیر کا منبع تسلیم نہ کرنا۔ یہ وہ صلاحیتیں ہیں، یہ وہ اخلاق ہیں اور یہ وہ باتیں ہیں جن کی موجودگی میں انسانی فطرت ناکام نہیں ہوا کرتی۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں ہے یہی حالت آپ کی جماعت کی ہے جو آپ کے نقش قدم پر غلبہ اسلام کے لئے کوشاں ہے۔ تاہم غلبہ اسلام کا منصوبہ ایک بہت بڑا منصوبہ ہے جس کی تکمیل خدا تعالیٰ نے ہمارے کمزور کندھوں پر ڈال دی ہے۔ ظاہر ہے ساری دُنیا میں اسلام کو غالب کرنا یہ کوئی آسان کام نہیں ہے۔ اس وقت آدھی سے زیادہ دُنیا خدا کی منکر ہو چکی ہے۔ آدھی سے کچھ کم دُنیا بظاہر مذہب کا نام لیتی ہے مگر درحقیقت مذہب کی روح سے نا آشنا ہے۔ وہ یہ جانتی ہی نہیں کہ مذہب کیا چیز ہے۔ وہ مذہب اور وہ شریعت اور وہ ہدایت جو خدا کے عاجز بندوں کو خدا تک پہنچاتی ہے وہ صرف اسلامی شریعت ہے لیکن سوال یہ ہے کہ اسلام کی طرف منسوب ہونے والے بھی کتنے ہیں جو اسلام کی شان اور قرآن کریم کی عظمت کی معرفت رکھتے ہیں۔ یہ شرف صرف ایک چھوٹی سی جماعت کو حاصل ہے کہ جو اگرچہ دُنیا کی دھتکاری ہوئی ہے۔ جس کی دُنیا کی نگاہ میں کوئی عزت نہیں جس کے خزانوں میں دُنیا کی دولتیں نہیں جس کے پاس سونا اور جواہرات نہیں جس کے پاس سونا اگلنے والی زمینیں نہیں لیکن پھر بھی اس یقین پر قائم ہے کہ ہمارا خدا ایک زندہ خدا ہے اور انسان کو زندہ خدا کی طرف واپس لے جانے کی جو کوشش اور جدوجہد ہو رہی ہے اس میں بالآخر یہی جماعت کامیاب ہوگی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ ”میرے درختِ وجود کی شاخو“ کہہ کر جماعت کو مخاطب فرمایا ہے۔ اس لحاظ سے جماعت احمدیہ گویا حضرت مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درختِ وجود کی مختلف شاخیں ہیں۔ اصل تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات ہے۔ یہ آپ ہی کا درخت ہے جو قیامت تک بڑھتا چلا جائے گا لیکن ”نئی شاخیں“ نئے تنے بنیں گی اور ”نئے تنے“ نئی شاخیں نکالیں گے۔ بہرحال اس وقت حضرت مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام ظاہر ہو گئے اور وہ وجود آ گیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سلام کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی سلامتی اور حفاظت میں ہے۔ خدا کا یہ فیصلہ ہے کہ آخری زمانہ

میں خدا کا دین غالب آئے گا۔

جماعت احمدیہ کے ذریعہ اس فیصلہ کا نفاذ اوراس منصوبے کی تکمیل زمین پر شروع ہو چکی ہے۔ گو اس وقت یہ ایک چھوٹی سی جماعت ہے اور بے اثر ہے سیاسی لحاظ سے اور بے ہنر ہے علم کے لحاظ سے لیکن یہ ایک ایسی جماعت ہے جو ایک طرف اللہ تعالیٰ کی عظمت اوراس کے جلال کا عرفان رکھتی ہے۔ خدا کو سب قدرتوں کا مالک سمجھتی ہے اس کے بغیر کسی اور چیز پر بھروسہ نہیں رکھتی۔ وہ اس بات پر یقین رکھتی ہے کہ اگر خدا کی عظمت اور جلال کے مقابلے میں ساری دُنیا کی طاقتیں بھی اکٹھی ہو کر آ جائیں تب بھی وہ کامیاب نہیں ہوسکتیں دوسری طرف اللہ تعالیٰ سے اتنا پیار رکھتی ہے اوراپنے پیدا کرنے والے رب کے ساتھ اتنا عشق ہے کہ وہ اپنے نفس کو بھی بھول چکی ہے۔ وہ اُن عاجزانہ راہوں کو اختیار کرتی ہے جن کے اختیار کرنے کی تلقین کی گئی تھی۔ وہ کبر وغرور، اور تکبر وریا میں ملوّث نہیں ہوتی۔ اشاعتِ اسلام کا جو تھوڑا بہت کام کرتی ہے تو اس پر بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتی ہے کہ اسی کی توفیق سے یہ صورت پیدا ہوئی ورنہ اتنا سا کام کرنے کے بھی قابل نہ تھے۔

پس اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلال کے جلوے دیکھنے والی یہ جماعت اپنے سروں کو ہمیشہ زمین کی طرف جھکائے رکھتی ہے۔ حتیٰ کہ اپنے نفس کو بھی کچھ نہیں سمجھتی اور ہر خیر اور بھلائی، اور تمام نیکیوں اور کامیابیوں کا سرچشمہ صرف خدائے قادروتوانا کی ذات کو سمجھتی ہے اوراسی کی محبت میں غرق رہتی ہے اور خدا تعالیٰ پر کامل بھروسہ رکھتی ہے اور ہمیشہ عاجزانہ راہوں کو اختیار کرتی ہے اور یہی اس کی اجتماعی سرشت ہے جس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کی سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں ہے اس لئے کہ ایک طرف ہم خدا کی عظمت اور جلال کو پہچانتے ہیں اور دوسری طرف ہم اس یقین پر قائم ہیں کہ ہمارے نفسوں میں اپنے طور پر کوئی نیکی اور بھلائی یا کوئی طاقت اور قوت نہیں ہے بلکہ ہم ہر خیر خدا تعالیٰ ہی سے حاصل کرتے ہیں اس لئے ہمارے دلوں میں کوئی فخر نہیں پیدا ہوتا۔ ہمارے سر اونچے نہیں ہوتے بلکہ ہمیشہ خدا کے حضور جھکے رہتے ہیں ہم بندوں کی خدمت میں مگن ہیں ہم اس اصول کو مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے

بندوں کے جو حقوق قائم کئے ہیں وہ ادا ہونے چاہئیں۔ اسلام نے اسلامی معاشرہ کی بنیاد ہی اس بات پر رکھی ہے مگر اسے مسلم دُنیا بھول چکی ہے یا اگر بھولی نہیں تو بھی اسلام کا صرف ایک دھندلا سا تصور باقی رہ گیا ہے حالانکہ شریعت اسلامیہ کی رو سے مسلمانوں پر فرض عائد کیا گیا ہے کہ اُن کا کتنا بھی شدید دُشمن کیوں نہ ہو اس کے وہ حقوق جو خدا تعالیٰ نے قائم کئے ہیں وہ اُسے ملنے چاہئیں اور کبھی یہ جرأت نہیں کرنی چاہیئے کہ کوئی بندہ اللہ کے بندوں کو اُن کے حقوق سے محروم کر دے۔ یہ ایک بڑا ہی حسین اور پیارا معاشرہ ہے جس کے نمونے ہماری تاریخ میں بھی پائے جاتے ہیں اور ہم سے پہلے مسلمان بزرگوں کی زندگیوں میں بھی پائے جاتے ہیں۔

پس کتنا امن پیدا ہو سکتا ہے اگر ہم اس اصول کو اپنا کر اسے معاشرہ میں جاری کر دیں۔ جو حق خدا نے قائم فرمایا ہے اس سے دشمن سے دشمن آدمی کو بھی محروم نہیں کیا جا سکتا۔ اسلام کی رو سے آدمی کا جو حق قائم کیا گیا ہے وہ بڑا عظیم ہے۔ خدا نے فرمایا ہے کہ ہر شخص خواہ وہ تمہارا دشمن ہے یا دوست، تمہارا اعزیز رشتہ دار ہے یا کوئی دوسرا جسے تم پہچانتے بھی نہیں، غرض ہر فردِ واحد کا تم پر یہ حق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے نفس میں اور اس کے ماحول میں جو قوتیں اور استعدادیں پیدا کی ہیں اُن کی کامل نشو و نما ہونی چاہیئے۔ تمہارا یہ فرض ہے کہ قطع نظر اس بات کے کہ تمہارے ساتھ اس کے ذاتی تعلقات کیسے ہیں تم یہ دیکھو کہ اُس کا حق اُسے ملتا ہے یا نہیں، اس کی تمام خداداد صلاحیتوں کی کامل نشو و نما ہوتی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں ہو رہی تو نشو و نما کے لئے جس چیز کی ضرورت ہے وہ اسے مہیا ہونی چاہیئے۔

یہ ایک حسین تعلیم ہے۔ جس کا تصور شاید کہیں کھو کھلے طریقہ پر الفاظ میں ظاہر ہوا ہو تو ہوا ہو عملاً کہیں بھی نظر نہیں آتی۔ یہ شرف صرف اسلام کو حاصل ہے۔ اسلامی تعلیم پر مسلمانوں نے مجموعی طور پر نشأۃ اولیٰ میں عمل کیا پھر بعد میں آنے والے مختلف لوگوں یا گروہوں نے مختلف اوقات میں اور مختلف زمانوں اور مختلف علاقوں میں اس پر عمل کیا اور اب پھر امت محمدیہ میں جماعت احمدیہ کے ذریعہ اس کی بنیاد رکھ دی گئی ہے۔ اسلام دُنیا میں غالب ہوگا اور ایک حسین معاشرہ قائم ہوگا جس میں ہر انسان کو اس کے حقوق ملیں گے۔ کوئی شخص انسانی حقوق کو غصب کرنے کی جرأت نہیں کرے گا تاہم اس کے لئے ہمیں عاجزانہ راہوں کے اختیار کرنے کی

ضرورت ہے۔ اپنے نفس کو ایک مردہ کیڑے سے بھی ہیچ سمجھنا لازمی ہے۔

پس اگرچہ قرآن کریم نے کامیابی کی اور بہت سی راہیں بھی بتائی ہیں لیکن اس وقت میں چونکہ لمبا خطبہ دینا نہیں چاہتا کیونکہ آٹھ نو دنوں سے پیچش کا مریض ہوں اور اس کی وجہ سے کمزوری بھی ہے اس لئے مَیں مجموعی طور پر جماعت احمدیہ میں پائی جانے والی ان دو صفات کے اظہار پر اکتفا کروں گا۔مَیں نے یہ بتایا ہے کہ جب انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلال پیدا ہو جاتا ہے اور پھر انتہائی طور پر عجز کا احساس اور قربانی کا جذبہ بیدار ہو جاتا ہے تو اس کے بعد انسان ناکام نہیں ہوا کرتا۔

ہماری جماعت ایک چھوٹی سی جماعت ہے مگر خشیة اللّٰہ اور انفاق فی سبیل اللہ میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ گذشتہ جلسہ سالانہ پر میں نے جماعت کے سامنے ایک منصوبہ رکھا تھا۔ میں نے اس منصوبے کے اعلان سے پہلے بڑا غور کیا۔ بہت دعائیں کیں۔ دوستوں سے مشورے کئے اور مَیں اس نتیجہ پر پہنچا کہ اس سلسلہ میں میری طرف سے صرف اڑھائی کروڑ روپے کی مالی تحریک ہونی چاہئیے۔ تاہم میرا دل یہ کہہ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ بڑا فضل کرنے والا ہے اس لئے یہ رقم پانچ کروڑ روپے تک پہنچ جائے گی۔ چنانچہ جلسہ سالانہ کے موقع پر جب میں نے اس منصوبہ کا اعلان کیا تو (میں نے اس کا ایک خاکہ بیان کیا تھا اس کی تفصیل میں انشاء اللہ مجلس مشاورت پر بتاؤں گا) ساتھ ہی میں نے یہ بھی اعلان کر دیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجھے اُمید ہے کہ یہ رقم اڑھائی کروڑ سے بڑھ کر پانچ کروڑ روپے تک پہنچ جائے گی۔ آج میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ اس منصوبہ کے لئے وعدوں کی رقم پانچ کروڑ سے اوپر نکل چکی ہے۔ فالحمد لِلّٰہ علٰی ذٰلک۔ اور اب میرا یہ خیال ہے کہ یہ رقم نو کروڑ روپے بلکہ شاید اس سے بھی آگے نکل جائے گی۔ میں نے اپنے ایک پچھلے خطبہ میں نام لے کر بتایا تھا کہ ۵۱ بیرونی ممالک کی جماعتوں کے وعدے نہیں ملے۔ ان میں سے اب تک صرف ۱۱ ملکوں کے وعدے ملے ہیں۔ پھر ابھی اندرون ملک کی بہت سی جماعتوں کے وعدے موصول نہیں ہوئے کیونکہ میں نے مشاورت تک وعدہ جات کی وصولی کی میعاد مقرر کر رکھی ہے اور ابھی مشاورت میں کئی دن باقی ہیں۔ علاوہ ازیں وہ نسلیں جو موج در موج احمدیت میں داخل ہوں گی یا ہمارے بچے اور نوجوان

تعلیم سے فارغ ہو کر اگلے پندرہ سال میں کمانے والی دُنیا میں داخل ہوں گے وہ تو ابھی اس منصوبہ میں شامل نہیں ہوئے۔ اُن کا تو ہمیں بھی پتہ نہیں اور اُن بچوں کو بھی پتہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کس قدر اقتصادی رحمتیں بھی اُن پر نازل کرے گا۔ پس ابھی تو وقت ہے کئی اور لوگوں کی طرف سے اپنے اپنے وقت پر وعدے آئیں گے اور وہ بھی بڑھ چڑھ کر اس تحریک میں حصہ لیں گے اور اس طرح تو شاید یہ رقم ۹ کروڑ روپے سے بھی بڑھ جائے گی۔ ویسے اصولاً ہمارا یہ تجربہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی عظمت دل میں بیٹھ جائے اور انسان نہایت عاجزی اور تضرع کے ساتھ خدا کے حضور جھک جائے اور بغیر ریا کے اور بغیر فخر کے دعاؤں میں لگ جائے تو خدا تعالیٰ اسے کسی چیز سے محروم نہیں رکھتا۔ چنانچہ میں دیکھتا ہوں کہ جس اصول کے ماتحت اللہ تعالیٰ اپنی اس محبوب جماعت کو مادی ذرائع سے نوازتا ہے۔ جس قدر ضرورت پڑتی ہے اتنا مال عطا کر دیتا ہے۔ اسی لئے میں کہا کرتا ہوں کہ ہمیں ایک دھیلا بھی ضائع کرنے کے لئے نہیں ملا۔

جماعت کو بڑا محتاط رہنا چاہیئے اور بڑی احتیاط کے ساتھ اپنے اموال کی حفاظت بھی کرنی چاہیئے اور بڑی احتیاط سے اُن کا خرچ بھی کرنا چاہیئے۔ بہرحال میں بتا یہ رہا تھا کہ مجھے یقین ہے کہ اگر ہم اس صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبہ کی تکمیل کے دوران کسی ایسے مقام پر پہنچے کہ جہاں اشاعتِ اسلام ہم سے بیس کروڑ روپے کی قربانی کا مطالبہ کرے تو اللہ تعالیٰ بیس کروڑ کے بھی سامان پیدا کر دے گا۔ انشاء اللہ العزیز۔

بہرحال ہمارے دل اللہ تعالیٰ کی حمد سے بھرے ہوئے ہیں کہ وہ جو ایک دل کی آواز تھی اور جس کے متعلق مشورہ کرنے کے بعد میں نے یہی مناسب سمجھا تھا کہ میں اس کا مطالبہ نہ کروں لیکن اس کا اظہار کر دوں۔ آج خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے (اپنی گردنیں اوپر نہ اُٹھانا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر یہ کام ہو ہی نہیں سکتا تھا) اور محض اپنی رحمت سے اور محض اپنی برکت سے ایسے سامان پیدا کر دیئے کہ تحریک کی گئی تھی اڑھائی کروڑ روپے کی اور خواہش دل میں پیدا کی گئی تھی پانچ کروڑ روپے کی۔ چنانچہ اس وقت تک پانچ کروڑ تین لاکھ سے بھی اوپر کے وعدے مل چکے ہیں اور ابھی ڈاک کے ذریعہ روزانہ وعدے موصول ہو رہے ہیں۔

پس میری تو یہ دُعا ہے اور ہر احمدی کی یہ دُعا ہونی چاہیئے کہ اے خدا! تو نے ہی اپنے

قادرانہ تصرف سے غلبۂ اسلام کے لئے جماعت احمدیہ کو قائم کیا ہے۔اب اس غرض کے لئے جس چیز کی بھی ضرورت ہو۔ مادی ذرائع ہوں یا غیر مادی ذرائع ہوں اے خدا! تو اپنے فضل سے ان کے حصول کے سامان پیدا کر دے اور ہمیں توفیق عطا فرما کہ ہم تیری منشاء کے مطابق اسلام کو ساری دُنیا پر غالب کر دیں اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیار بنی نوع انسان کے دل میں پیدا کر دیں۔ہم نے ایک عظیم منصوبہ کی ابتدا کی ہے۔اے خدا! تو اپنے فضل سے اس منصوبہ کی کامیابی کے لئے جو سامان درکار ہیں وہ ہمیں مہیا فرما۔ہم نہ تو غیب کا علم رکھتے ہیں اور نہ ہماری نگاہیں اس دُنیا کی زندگی کی وسعتوں کا احاطہ کرسکتی ہیں۔ ہماری تو کوتاہ نگاہیں ہیں لیکن اے ہمارے رب! تو علام الغیوب ہے۔تیری نظر سے تو کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔تو اپنی متصرفانہ قدرتوں سے ایسے تغیرات رونما فرما جو غلبہ اسلام کے لئے ضروری ہیں۔اسلام کا عالمگیر غلبہ ہماری زندگی کا منتہائے مقصود ہے۔ہم میں سے ہر ایک آدمی کی بچہ ہو یا جوان، چھوٹا ہو یا بڑا، مرد ہو یا عورت یہی خواہش ہے کہ وہ اپنی آنکھوں سے غلبۂ اسلام کو دیکھ لے۔اسی صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبہ کو لے لیں جو ساری دُنیا میں اسلام کو غالب کرنے کا ایک نمایاں کام ہے۔اس سلسلہ میں مجھے روزانہ بیسیوں ایسے خطوط ملتے ہیں جو ۷۰۔۷۵ بلکہ ۸۰ سال کے احمدی دوستوں کے ہوتے ہیں اور وہ بھی اس منصوبہ میں بڑی گرم جوشی سے حصہ لے رہے ہیں اور باوجود بڑی عمر کے اُن کی بھی یہی خواہش ہے کہ وہ اپنی زندگی میں اپنی نگاہوں سے یہ نظارہ دیکھ لیں۔

پس ہم یہ دُعا کرتے ہیں کہ اے خدا! ہمیں تو پتہ نہیں کتنے مال کی ضرورت ہے اور کتنے سامان کی ضرورت ہے۔ ہماری تو یہ خواہش ہے کہ ہماری زندگیوں میں اسلام غالب آئے اور ہم اپنی آنکھوں سے بنی نوع انسان کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے ہوئے دیکھ لیں۔

غرض دوست یہ دعائیں کریں عاجزی کے ساتھ اور تضرع کے ساتھ اور خدا کا شکر ادا کریں اور اس کی حمد کے گیت گائیں کہ تمہارے اندر نیکی کی جو بھی خواہش پیدا ہوتی ہے اللہ تعالیٰ آسمانوں سے فرشتے بھیج کر اُسے پورا کرنے کے سامان پیدا کر دیتا ہے۔

(از رجسٹر خطبات ناصر غیر مطبوعہ)